بغیر اجماع کے ختم کرنا جائز اور مباح ہے۔ اس مشہور و معروف طریقہ کی مخالفت میں سب سے پہلے ایک ازہری فاضل نے جبکہ جامع ازہر کے علما و فضلا نے رفع وبا رہیضہ کی غرض سے بخاری شریف ختم کی تھی۔ جمادی الاولی ۱۳۲۰ھ ہجری میں مصر کے کسی علمی رسالہ میں ایک تیز و تند مقالہ شائع کرایا تھا جس میں بجز سطحی باتوں کے کوئی ٹھوس اور معقول بات نہیں تھی۔ بہرکیف جواز اور اباحت کی دو وجہیں ذکر کی جاتی ہیں۔ (۱) دیگر کتب احادیث کے خلاف صحیح بخاری کے بیشتر تراجم ابواب آیاتِ قرآنی پر مشتمل ہیں و نیز کتاب التفسیر کی وجہ سے بھی اس میں بہت زیادہ قرآنی آیات آگئی ہیں اس کا متن دیگر کتب احادیث کے متون سے علی سبیل القطع اصح ہے۔ اور کتابوں کی نسبت اس میں احادیث قدسیہ زیادہ ہیں نیز اس میں صحیح ترین دعاؤں اور اذکار کا ذخیرہ موجود ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ حدیث کی دوسری کتابیں اور مجموعے ان کھلے ہوئے ظاہری فضائل و مزایا سے خالی ہیں یہ شرف نہ موطا کو حاصل ہے نہ صحیح مسلم کو نہ دیگر کتب صحاح و سنن و معاجم و مسانید و اجزار کو۔ ان وجوہ سے متن بخاری کی قرأت امور خیر اور اعمال فاضلہ سے ہوئی اور توسل بالاعمال الفاضلہ کے جواز میں کسی مسلمان کو شک نہیں کیف وقد ثبت فی الصحیحین وغیرہما ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم حکی عن الثلثۃ الذین انطبقت علیہم الصخرۃ ان کل واحد منہم توسل الی اللہ باعظم عمل فارتفعت الصخرۃ فعلم ان التوسل بالاعمال الفاضلۃ جائز فانہ لو کان غیر جائز او کان شرکا لم تحصل الاجابتہم ولا سکت النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن انکار ما فعلوہ بعد حکایۃ عنہم۔ پس مجوزین قرأۃ بخاری عند النوازل والبلیات اس نیت سے بخاری ختم کرتے یا کراتے ہیں کہ یہ ایک صالح عمل ہے جس کی برکت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بلیہ اور نازلہ کو دور فرما دیںگے اور مقصد پورا کردیں گے خلاصہ یہ کہ جس طرح قرآن کی تلاوت اور اس کا ختم عمل صالح ہے اور اس کے ساتھ توسل جائز اسی طرح متن بخاری کی قرأت بھی عمل خیر ہے پس اس کے ساتھ بھی توسل جائز ہوگا اگرچہ قرآن کی طرح اس کے تمام الفاظ کا متعبد بہ ہونا منصوص نہیں ہے۔

جواز اباحت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ کلمات جو شرکیہ اور کفریہ نہ ہوں اور ان کا معنی و مفہوم معلوم ہو ان کے ساتھ بالاتفاق رقیہ (دم) کرنا جائز اور مباح ہے اور کسی ایسے کلمہ کے رقیہ ہونے اور اس کے ساتھ استرقا کے جواز کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا رقیہ ہونا کتاب اللہ و سنت کے اندر منصوص ہو کما یدل علیہ حدیث ابی سعید الخدری فی الصحیحین وغیرہما فی قصۃ رقیۃ لدیغ الحی بفاتحۃ الکتاب اور دفع آفات و بلیات و کفایت مہمات و قضار حاجات و کشف کربات وغیرہ کے لئے صحیح بخاری کی قرأت اور ختم کا رقیہ نافع ہونا علما رسلف کے تجربہ میں آچکا ہے اسلئے ایسے مواقع میں بطور رقیہ کے اس کی قرأت کی جاتی ہے وہذا لاباس بہ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۳۸)

مخالفین و مانعین حسب ذیل شبہات پیش کرتے ہیں (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ۔ تابعین کے مبارک زمانوں میں بھی احادیث نبوی کے بعض مجموعے موجود تھے۔ لیکن نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان صحیفوں کی قرأت کے

ساتھ توسل یا استرقار کا حکم یا اباحت واجازت منقول ہے نہ صحابہؓ وتابعینؒ سے۔ اگر یہ چیز مشروع ہے تو قرون مشہود لہا بالخیر میں اس نظیر ضرور ملنی چاہیئے۔ (۲) بعض دفعہ وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جس کے لئے بخاری شریف پڑھی جاتی ہے اگر اس کی قرأت مجرب ہے تو مقصود متخلف کیوں ہو جاتا ہے؟ (۳) قرآن کریم کے الفاظ وحروف اور اس کی تلاوت متعبد بہ ہیں اور حدیث خواہ وہ قدسی کیوں نہ ہو اس کی یہ شان نہیں پھر مقاصد خیر کے لئے قرآن کی قرأت اور اس کا ختم کیوں نہیں اختیار کیا جاتا؟ ہمارے طرزِ عمل سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ہم قرآن سے افضل اور برتر بخاری کو جانتے ہیں۔ (۴) اگر اس کی قرارت اور ختم میں واقعی یہی تاثیر ہے تو پھر غیر مسلموں سے جہاد کے لئے نیزہ وشمشیر تیر وتفنگ توپ اور بندوق سینکڑوں قسم کے بم مشین گن۔ بحری اور بری جہاز تارپیڈو کشتی وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ جب ایسی ضرورت پیش آئے صحیح بخاری ختم کرا دی جائے دشمن بھاگ جائیں گے یا تباہ وبرباد ہو جائیں گے۔ دور نہ جایئے ہندوستان میں اسلامی حکومت یا پاکستان قائم کرنے کا اس سے بڑھکر سستا اور آسان مجرب اور سہل نسخہ اور کیا ہو سکتا ہے اسی طرح بم یا کسی اور سبب سے لگی ہوئی آگ بجھانے کے لئے یا آگ سے محفوظ رہنے کے لئے نہ پانی کی ضرورت ہے نہ فائر بریگیڈ کی۔ آگ بجھانے اور آگ سے محفوظ رہنے کے لئے بخاری کی قرارت کافی اور وافی ہے۔ ہیضہ وطاعون ودیگر امراض وبائیہ کے دفعیہ کے لئے نہ حکیم اور ڈاکٹر کی ضرورت رہی نہ ہزاروں قسم کی دواؤں کی۔ چوری ڈکیتی رہزنی سے محفوظ رہنے کے لئے محکمہ پولیس کی بھی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ ان تمام امور کے لئے قرارت بخاری کافی ہے۔ علما وطلبہ کی چند جماعتیں ان مختلف مواقع میں بخاری ختم کرنے کے لئے مخصوص ومتعین کردی جائیں اور بس۔ ہزاروں روپیہ کے اخراجات سے نجات ملجائے گی اور سلطنت کے تمام اجتماعی امور نہایت آسانی سے انجام پذیر ہو جائیں گے۔ (۵) سب سے پہلے اس طریقہ کو کس نے رائج اور جاری کیا؟

لیکن یہ تمام شبہات بالکل سطحی اور عدم تدبر کا نتیجہ ہیں۔ (۱) مختلف اغراض ومقاصد کیلئے توسل بختم القرآن مخالفین کے نزدیک بھی جائز ہے لیکن نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقاصد مذکورہ بالا کے لئے توسل بختم القرآن اجتماعًا یا انفرادًا کا حکم و یا اس کی اباحت صراحۃً منقول ہے نہ صحابہ یا تابعین سے۔ پس اگر یہ توسل جائز ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا کم ازکم صحابہ وتابعین سے کیوں منقول نہیں۔ (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں اصحاب حاجات خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے بارگاہ الٰہی میں دعا اور سفارش کی درخواست کرتے آپ توسل بقراءۃ القرآن کی ہدایت کے بجائے ان کے حق میں دعا فرماتے۔ پس جس طرح آپ کی دعا اور سفارش مقتضی عدم جواز توسل بختم القرآن نہیں ہے اسی طرح وہ عدم جواز توسل بقراءۃ الاحادیث کی بھی مقتضی نہیں ہے۔ ونیز عدم نقل عدم وقوع یا وقوع عدم کو مستلزم نہیں ہے۔ ونیز کسی چیز کی اباحت کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ صراحۃً ونصًا بھی آپ سے فعلاً یا قولاً یا تقریراً ثابت ہو۔ شرع میں بہت سے ایسے امور ہیں جو مسلمانوں میں معمول بہ ہیں،

لیکن وہ نصاً ثابت ومنقول نہیں ہیں بلکہ مسائل قیاسیہ مستنبطہ میں سے ہیں ونیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما سکت عنہ فھو عفو (ترمذی) پس اس حدیث کی روشنی میں ختم بخاری کے مخالف کو تشدد سے کام نہیں لینا چاہیئے (۲) یہ مسلم ہے کہ آیات قرآنیہ من کل الوجوہ شفا ورحمۃ ہیں لیکن با ایں ہمہ ان کی قرأت کے باوجود کسی عارض کی وجہ سے نفع مخصوص ومتوقع مختلف ہوجاتا ہے اور یہ صورت حال قرآن کے شفا ورحمۃ ہونے میں قادح نہیں ہے اسی طرح ختم بخاری (جو مجرب ہے) کے باوجود کسی عارض کے باعث بعض منافع مقصودہ ومقاصد مطلوبہ متخلف ہوجاتے ہیں یہ کس نے دعویٰ کیا ہے کہ مقصود بہرحال حاصل ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہدیتے تو ان کا مقصود پورا ہوجاتا۔ لیکن با اینہمہ انشاء اللہ کہنے والے کیلئے اس کے مطلوب کا حاصل ہونا ضروری اور یقینی نہیں ہے۔ وھکذا فی الاذکار والادعیۃ الاخری التی وردت فضائلھا فی کتب الاحادیث (۳) بیشک قرآن کریم اور صحیح بخاری کے درمیان یہ فرق موجود ہے اور ضرور موجود ہے لیکن مجوزین ختم بخاری مختلف مقاصد کے لئے قرآن بھی ختم کراتے ہیں وہ لوگ کب اس کے مخالف اور تارک ہیں جس مقام کے لوگ اس کا خلاف کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اصل اس بارے میں قرآن کریم ہے اس کے بعد درجہ صحیح بخاری کا ہے۔ (۴) یہ شبہ بے حد ضد اور عناد و کج فہمی پر مبنی ہے مجوزین ختم بخاری یہ کب کہتے ہیں کہ ان تمام مہمات میں صرف ختم بخاری پر اعتماد کرنا چاہیئے اور مادی وسائل ظاہری اسباب نہیں اختیار کرنے چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اغراض ومقاصد کیلئے مختلف آیات قرآنیہ اور ادعیہ واذکار کی اجازت واباحت منقول ہے کیا اس اجازت اور تعلیم کا یہ مقصد ہے کہ وسائل اور ذرائع اور اسباب عادیہ ظاہریہ سے قطع نظر کرلیا جائے اور ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھ رہا جائے اور رات دن اوراد ووظائف اور تلاوت قرآن میں مشغول رہا جائے وھذا لا یتفوہ بہ الا غبی جاھل عن مرمی الکلام ومغزاہ وھو بمعزل عن خطابنا۔ (۵) ختم بخاری کو بطور رقیہ کے سب سے پہلے رائج کرنے والے کی تعیین نہیں کی جاسکتی لیکن اس عمل کی صحت کے لئے اول من سن ذلک معلوم کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ معتبر ادلہ سے اس کا جواز ثابت ہے۔

سوال

جو پابند جماعت نہ ہو ایسے شخص کو کیا امام بنانا جائز ہے اور جو بنائے اس کا کیا حکم ہے؟ رفیق احمد۔ دہلی

جواب: ایسے شخص کو قصداً امام بنانا کراہت وقباحت سے خالی نہیں۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو فرض عین (والیہ یمیل قلبی) کہنے والوں کے نزدیک تو اس کی کراہت ظاہر ہے کہ وہ شخص تارک فرض ہے جو لوگ جماعت کو واجب علی الکفایہ کہتے ہیں (حنفیہ مالکیہ شافعیہ) ان کے نزدیک بھی ایسے شخص کو امام بنانا خلاف اولیٰ ہے۔ ارشاد ہے۔ اجعلوا ائمتکم خیارکم (حدیث)